حقوقِ والدین سے متعلق قرآنی احکام میں انسانی نفسیات کا لحاظ

(ایک اجمالی جائزہ)

Consideration of human psychology in the Qur'anic rules regarding parental rights

Dr Muhammad Nawaz
Asst Pro, Department of Translation and Interpreting, International Islamic University, Islamabad
drnawazazhari@gmail.com
Muhammad Ahmad Al-Azhari
PhD Scholar, Department Of Islamic Studies, Behria Town, Lahore

ABSTRACT

It is irrefutable fact that the Holy Qurʾān was revealed for the guidance of all mankind. Human being is the central subject of the Holy Qurʾān as many matters relating beginning from the birth of mankind till his death and post death have been demonstrated in the Holy Qurʾān. The Holy Qurʾān deals with human psychological attitudes in various Qurʾānic verses which explore the facts of the nature of mankind and his psychological behavior. Adherence to the obedience and kindness to parents has been emphasized in many places of the Holy Qurʾān as Allah Almighty evidently and clearly has mentioned His rights with the rights of parents in the Holy Qurʾān. Allah Almighty said: And We have enjoined on man (to be dutiful and good) to his parents. His mother bore him in weakness and hardship upon weakness and hardship, and his weaning is in two years give thanks to Me and to your parents, unto Me is the final destination. (Qurʾān 31:14)

This study aims at exploring the approach based on the teachings of the Holy Qurʾān regarding psychological characteristics of human conduct with diverse dimensions towards parents by indicating to adherence to honor, respect for parents as per the teachings of the Holy Qurʾān mentioned in various Qurʾanic verses. This study also highlights the psychological aspects of rights of children toward their parents keeping in view the fact that respecting parents especially during their old age, is one of the significant psychological aspects which should be considered by children as they should utter no word of disrespect while dealing with their parents. Respecting parents should be realized as one of the shapes of worship with the aim of seeking the pleasure of Allah Almighty by adherence to his orders and directions which recommended children to demonstrate their gentleness, obedience and humbleness to their parents. This study ends in some findings and recommendations which address the psychological dimensions towards kind behavior to parents.

Keywords: Holy Qurʾān, Parents, Respect, Human Psychology.

مقدمہ:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام نے خاندانی اور معاشرتی زندگی میں خاندان کو ایک اہم بنیادی اکائی قرار دیا ہے اور اس خاندان میں والدین ایک بنیادی مظہر ہیں. اسلام نے والدین کے ادب واحترام اور ان سے نیکی و بھلائی کرنے کی جو تعلیم دی ہے دیگر مذاہبِ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ والدین انسان کو اس کرہ ارضی پر لانے کا سبب بنتے ہیں، انسان کا بشری پیکر والدین کے سبب وجود میں آتا ہے، اسی لیے اللہ تعالی نے قرآنَ کریم میں متعدد مقامات پر والدین کے ساتھ نیکی و بھلائی کا حکم دیا اور ان کے حقوق ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ حتی کہ شرک سے اجتناب کرنے اور عبادت کرنے کے حکم کے ساتھ والدین کے ساتھ نیکی وبھلائی کرنے کے حکم کو بھی ذکر کیا۔ جس طرح والدین نے بچے کو کمال محبت وشفقت سے پالا، اس کی ہر حاجت کو پورا کیا، اسکے ہر درد کو بانٹا اور اس کی تکلیف کو دور کرنے میں حتی المقدور کوشش کی، عین اسی طرح اب اولاد پر لازم ہے کہ وہ بڑھاپے کی عمر میں پہنچ جانے والے والدین کو اللہ تعالی کا سب سے بڑا انعام سمجھیں، ان کی خدمت کریں، گھر میں ان کے وجود اور موجودگی کو اپنے لیے نعمتِ الہی سمجھیں مگر افسوس صد افسوس آج ہم جس معاشرے میں کاروبار حیات کے لیے زندہ ہیں وہ اس قدر پر فتن ہے کہ اس نے ہمیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے، ہم والدین کی بے ادبی اور نافرمانی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں گھرے ہوئے ہیں، دینِ اسلام کی تعلیمات سے دور ہو چکے ہیں، خاص طور پر والدین سے متعلق ادب واحترام اور ان کی خدمت پر مبنی دینی احکامات کو بھول چکے ہیں جس کی بنا پر اس معاشرے میں والدین کی بے ادبی، ان کے ساتھ لڑائی کرنا، سب وشتم، مارپیٹ حتی کہ ان کو جان سے مار دینے جیسے گھنونے جرم کا ارتکاب کیا جارہا ہے۔

اس تحقیقی مقالہ میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ والدین کی اطاعت وفرمانبرداری اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور بھلائی سے متعلق قرآنی آیات کو بیان کیا جاسکے اور ان آیات کا انسانی نفسیات کے تناظر میں جائزہ لیا جاسکے، مزید براں والدین کے ساتھ حسن سلوک اور بھلائی کی دنیاوی واخروی جزا کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ ان کی نافرمانی کے سبب دنیاوی اور اخروی عذاب کو بیان کیا جاسکے نیز اولاد کے فرائض کو احادیث کی روشنی میں بیان کرکے معاشرے میں والدین کے مقام ومرتبہ کو اجاگر کیا جاسکے اور مستقبل کی نسلوں کے لیے والدین سے متعلق قرآن واحادیث کی تعلیمات کو محفوظ کیا جاسکے۔

اس تحریر میں قرآنِ کریم کی ان آیات کریمہ کو موضوع بحث بنایا گیا ہے جو والدین سے متعلق ہیں اور ان کا انسانی نفسیات اور فطرت ومزاج کے عین مطابق ہونے کے پہلوؤں کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مزید یہ کہ ذاتی تجربات ومشاہدات کو بھی نتائج، چند لطیف اشاروں کی صورت میں بیان کیا گیا ہے جو کہ والدین کی خدمت کے دوران ان قرآنی آیات اور احادیث میں

غور وخوض کرنے سے عیاں ہوے۔ اس کے اختتام پر چند سفارشات بھی ذکر کی گئی ہیں۔ اس تحریر میں قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اوران کے ترجمہ کے علاوہ باقی سب امور ذاتی مشاہدات و تجربات پر مشتمل ہیں۔

قرآن کریم اور خدمتِ والدین کا انسانی نفسیات کے تناظر میں ایک جائزہ

اللہ تعالی نے اپنے کلام قرآنِ کریم میں جو کچھ بیان فرمایا ہے اس میں انسانی نفسیات، فطرت ومزاج کو ملحوظِ خاطر رکھا۔ اگر ہم اس تناظر میں ان قرآنی آیات میں غور وخوض کریں جو والدین کے بارے میں نازل ہوئی تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ کس قدر کلامِ الٰہی میں انسانی نفسیات، انسانی فطرت اور مزاج کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا'

﴿وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا﴾ [1]

اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر وہ تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں دونوں یا ان میں سے ایک تو انہیں اف بھی نہ کہو اور نہ ہی انہیں جھڑ کو اور ان سے نرم لہجے میں بڑی تعظیم سے بات کرو۔ اور بڑے پیار سے نیاز مندی کا بازو ان کے نیچے بچھاؤ اور دعا کرو: اے میرے رب' ان دونوں پر رحم فرما جس طرح ان دونوں نے میری پرورش کی جبکہ میں بچہ تھا۔[2]

چند لطیف نکات

اگر ہم مذکورہ بالا آیات کریمہ کی ترتیب اوران کے اسلوبِ بیان میں غور کریں تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی توحید کے ساتھ والدین سے حسنِ سلوک واحسان کو کیوں مربوط کیا؟ اسی طرح اللہ تعالی نے اپنے صفاتی ناموں میں سے "رَبُّكَ" کے الفاظ کے ساتھ "رب" کا ہی انتخاب فرمایا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظِ "رب" جس کا معنی پالنے والا ہے یہ صفت

(1) الاِسراء:23،24

(2) معراج الاسلام، محمد، (2016ء) معراج الایمان، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص 451۔

والدین اور رب تعالیٰ کے مابین مشترک ہے اس فرق کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ حقیقی پالنے والا ہے جبکہ والدین مجازی پالنے والے ہیں۔

قرانِ کریم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد والدین سے بھلائی کو احسان سے تعبیر کیا ہے جس میں اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ بیان کر کے شرک کی نفی کر دی اور " بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا" کے الفاظ کے ساتھ والدین کے ساتھ احسان و بھلائی کا حکم دیا۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ والدین کے ساتھ نیکی کا حکم مطلقاً اور بلا قید ہے، یہ نہیں کہا گیا کہ والدین نیک ہوں تو ان سے بھلائی کی جائے۔ ایسی کوئی شرط یہاں بیان نہیں کی گئی۔ والدین چاہے فاسق و فاجر اور گنہگار ہی کیوں نہ ہوں اولاد کے لیے ان کا درجہ ایسا ہی ہے جیسا کہ نیک، متقی اور پرہیزگار والدین کا۔ گویا وہ اجر جو ولی صفت ماں اور باپ کی خدمت کر کے ملتا ہے وہی اجر مشرک و گنہگار والدین کی خدمت کرنے سے ملتا ہے۔ اس لیے کہ یہ اجر نہ تو ان کی ولایت اور فضیلت کی وجہ سے ہے اور نہ ہی ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے اس اجر میں کمی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ والدین کا ادب اور ان سے احسان کرتے وقت ان کی سیرت و کردار کو دیکھو بلکہ اللہ تعالیٰ نے غیر مشروط طور پر والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آنے کا حکم دیا"[(1)]

اگر ہم انسانی نفسیات کے تناظر میں اللہ تعالیٰ کے اس حکم میں جس میں اللہ تعالیٰ نے والدین میں سے کسی ایک کے بوڑھا ہونے یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جانے کی بات کی تو معلوم ہو جائے گا کہ انسان جوانی کی عمر میں اعصابی طور پر مضبوط ہوتا ہے اس کے اندر قوتِ برداشت بہت زیادہ ہوتی ہے لہذا اگر جوانی کی عمر میں اولاد اپنے والدین سے سخت لہجے میں کوئی بات یا کسی قسم کی بدتمیزی کر دے تو وہ اعصابی طور پر مضبوط اور قوی ہونے کی بنا پر برداشت کر سکتے ہیں، اولاد کی کسی بھی الٹی سیدھی بات کو محسوس نہیں کریں گے اور رنجیدہ بھی نہیں ہوں گے جبکہ بڑھاپے میں جہاں انسان کا جسم کمزور و ناتواں ہو جاتا ہے اسی طرح وہ اندر سے بھی اعصابی لحاظ سے اور قوتِ برداشت میں کمزور و ناتواں ہو جاتا ہے اس لیے کہ یہ انسانی مزاج اور نفسیات کے عین مطابق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں انسانی نفسیات کے پیشِ نظر بڑھاپے کی عمر میں "اف" تک کہنے سے منع فرما دیا جس میں حکمت یہ ہے کہ والدین بڑھاپے میں نفسیاتی لحاظ سے اور اعصابی حوالے سے اس قدر کمزور اور حساس ہو چکے ہوتے ہیں کہ اولاد کی جانب سے کی جانے والی بدتمیزی اور جھڑکنا تو در کنار "اف" تک کا لفظ بھی ان کو اذیت اور مسلسل تکلیف سے دوچار کر دیتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے نرمی اور پیار سے بات کرو۔ اس میں بھی انسانی نفسیات کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے کہ بڑھاپے میں انسان اپنے مزاج اور فطرت میں نفسیاتی لحاظ سے بچہ بن جاتا ہے اب جس طرح بچے سے نرم بات کی جاتی ہے، محبت و

(1) القادری، محمد طاہر، (1995ء) حقوقِ والدین، لاہور، منہاج پبلیکیشنز، ص 15۔

پیار کا معاملہ کیا جاتا ہے اسی طرح والدین بھی بڑھاپے میں عمر رسیدہ ہونے کے باوجود اپنے مزاج اور فطرت میں نفسیاتی لحاظ سے بچے بن چکے ہوتے ہیں۔اسی حوالے سے اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں کچھ یوں بیان فرمایا ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ﴾ (1)

اللہ ہی ہے جس نے تم کو (پہلے) کمزور پیدا کیا پھر ضعف وناتوانی کے بعد (جوانی کی) قوت بخشی،جوانی کے بعد پھر ضعف اور بڑھاپا دیا۔وہ علم وقدرت والا ہے جس طرح چاہے پیدا کرتا ہے۔(2)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے جو بیان فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو ضعیف پیدا ہوتا ہے پھر اللہ تعالی اس کو جوان ہمت اور طاقت ور بنا دیتا ہے اس کے بعد انسان پھر کمزور وضعیف اور بوڑھا ہو جاتا ہے یہ نظام فطرت اور انسانی نفسیات کے عین مطابق ہے جس کے متعلق اس آیت مبارکہ میں واضح ذکر کیا گیا ہے۔

اسی حقیقت کو ایک اور مقام پر اللہ تعالی نے کچھ یوں بیان فرمایا:

﴿وَ مَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ﴾ (3)

اور جسے ہم لمبی عمر دے دیتے ہیں تو آہستہ آہستہ پہلی حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں جو اس کی پیدائش کے وقت تھی، کیا وہ پھر بھی نہیں سوچتے؟(4)

یہاں اللہ تعالی اس بات کی وضاحت کر رہے ہیں کہ جسے ہم لمبی عمر دیتے ہیں تو اسے پیدائش کی طرف یعنی بچپن کی طرف پھیر دیتے ہیں یعنی وہ بچپن جیسی کمزوری اور ناتوانی کی طرف واپس پلٹنے لگتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کی قوتیں کم ہونے لگتی ہیں ،لہذا ان سے نرم لہجے اور شفقت ومحبت سے بات کرنے کا حکم دیا۔مزید یہ کہ ان کے لیے رحمت کے پر بچھا دینے کا حکم دینے کے ساتھ ان کے لیے جو دعا کرنی چاہیے اس کو بھی اللہ تعالی نے اپنے کلام میں ذکر فرمادیا!

---

(1)الروم:54.

(2)معراج الاسلام، محمد،(2016ء)معراج الایمان،لاہور،ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص662۔

(3)یسین:68

(4)معراج الاسلام، محمد،(2016ء)معراج الایمان،لاہور،ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص720۔

" قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا" اے اللہ ان پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے کمال محبت سے پالا تھا "اس دعا سے مراد یہ ہے کہ گویا اولاد اپنے لفظوں میں یہ کہہ رہی ہے کہ اے اللہ جب ہم کمزور اور ناتواں تھے تب ہمارے والدین نے ہمیں سہارا دیا، ہمارا ہاتھ تھاما، ہمیں پالا پوسا اور جوان کیا، ہمیں پاؤں پہ کھڑا کیا، چلنا سکھایا، اپنی شفقت و محبت کے سائبان میں ہماری پرورش کی آج یہ بوڑھے ہوگئے ہیں، اپنے مزاج اور نفسیات میں بچے بن چکے ہیں اور بالکل ہماری طرح کمزور، ناتواں اور لاچار ہوچکے ہیں جیسے ہم بچپن میں کمزور تھے لہذا اب ہمیں توفیق مرحمت فرما، ہم بھی ان کا سہارا بن سکیں، ان پر محبت وپیار کا سائبان کر سکیں، ان کے پر رحمت کے پر بچھا سکیں، ان کے ویسے ہی ناز و نکھرے اٹھا سکیں جیسے یہ میرے ناز و نکھرے اٹھایا کرتے تھے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا'

﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًاحَمَلَتْهُ اُمُّه كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا وَ حَمْلُه وَ فِصٰلُه ثَلٰثُوْنَ شَهْرًاحَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّه وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ﴾ (1)

اور ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرے، کیونکہ اس کی ماں نے بڑی محنت ومشقت کے ساتھ اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور بڑی تکلیف کے عالم میں اسے جنا (پیٹ میں بچہ اٹھانے اور دودھ چھڑانے کے لیے تیس مہینے مقرر ہیں) یہاں تک کہ (جب ایک انسان) بھرپور شباب کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا تو اس نے التجا کی: "اے میرے رب 'تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو جو نعمت فرمائی ہے مجھے بھرپور توفیق دے کہ میں اس کا شکر ادا کروں اور ایسا عمل کروں جس سے تو راضی ہو جائے اور میری اولاد میں بھی بھلائی کرنے کا جذبہ پیدا فرما، میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں۔ یہی وہ جنتی لوگ ہیں جن کے حسین ترین اعمال کو ہم قبول کریں گے اور ان کے گناہوں سے درگزر فرمائیں گے۔ (اور کہیں گے:) یہی وہ سچا وعدہ ہے جو (دنیا میں) ان سے کیا جاتا تھا۔ (2)

---

(1) الاحقاف: 15،16

(2) معراج الاسلام، محمد، (2016ء) معراج الایمان، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص 822،821۔

ان آیات مبارکہ میں اگر ہم انسانی نفسیات کے پیشِ نظر غور کریں تو پتہ چلتا ہے جب بیٹے کی عمر جوانی کو پہنچتی ہے تو والدین تقریبا بوڑھے ہو چکے ہوتے ہیں تب ان کو بھی خدمت اور سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔اپنے بیٹے کی پرورش کرتے کرتے بوڑھے ہو جاتے ہیں اور بیٹا جوان ہو جاتا ہے،ان کی جوانی اس کو جوان کرتے کرتے ڈھل جاتی ہے۔اب ان کو بھی ویسے ہی پیار، محبت اور شفقت کی ضرورت ہوتی ہے جیسی شفقت اور محبت میں والدین نے اپنے بیٹے کی برورش کر کے جوان کیا۔قرآن کریم نے اس انسانی نفسیات ،فطرت اور مزاج کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے یہاں بھی ایک دعا ذکر کی ہے "رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ اے میرے رب 'تو نے مجھے اور میرے ماں باپ کو جو نعمت فرمائی ہے مجھے بھرپور توفیق دے کہ میں اس کا شکر ادا کروں[1]

گویاانسان اپنی زبانِ حال سے یہ کہتا ہے کہ اے اللہ میرے والدین نے میری پرورش کرتے کرتے اپنی پوری جوانی صرف کردی یہاں تک کہ میں جوان ہو گیا جبکہ میرے والدین بوڑھے ہو گئے،اب مجھے توفیق دے میں ان کا سہارا بن سکوں،میں کمزور و ناتواں تھا انہوں نے مجھے پال پوس کر جوان کیا،خود ضعیف اور کمزور ہو گئے ہیں،اب مجھے توفیق مرحمت فرمامیں بھی ان کی اپنی اولاد کی طرح پرورش کر سکوں،ان کی خدمت کر سکوں،ان کا سہارا بن سکوں،ان کے ناز و نکھرے اٹھا سکوں،اور ان کو ویسی ہی کمال شفقت و محبت اور پیار دے سکوں جیسی شفقت و محبت انہوں نے مجھے دی تھی۔جو اولاد بھی اپنے والدین کے ساتھ ایسا حسنِ سلوک کرے گی،ان کے سامنے "اف" تک نہ کہے گی ایسی اولاد کے لیے بطور انعام اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ وہ ان کے تمام اچھے اعمال قبول فرمائے گا اور ان کی خطاؤں سے در گزر فرمائے گا اور انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔

پھر اللہ تعالی ارشاد فرمایا'

﴿وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِۚ حَمَلَتْهُ اُمُّه وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّ فِصٰلُه فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِه عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ [2]

---

(1)ایضاً

(2)لقمان:14،15

اور ہم نے انسان کو وصیت کی کہ اپنے ماں باپ کا (خیال رکھے، کیونکہ) اس کی ماں نے اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا ،کمزوری پر کمزوری سہتی رہی، دو سال میں دودھ چھڑانے کا مرحلہ مکمل ہوا، (اس لیے) میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کر (کیونکہ تجھے) میری ہی طرف لوٹنا ہے، اور اگر وہ کوشش کریں کہ تو کسی کو میرا شریک بنائے جس کا تجھے علم ہی نہیں تو ان کی بات نہ مان (البتہ) دنیا میں ان کے ساتھ بڑی ہی شرافت کے ساتھ رہ۔ اور جو میری طرف راغب ہو صرف اسی کے راستے پہ چل۔ آخر کار تمھیں میری ہی طرف لوٹنا ہے تو تمھیں سب بتاؤں گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔[1]

اگر ہم ان آیات کریمہ میں انسانی نفسیات کے حوالے سے غور کریں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ والد کے ساتھ ساتھ ماں نے اولاد کے لیے کیسی کیسی مشقت، دکھ و درد، اذیت و تکلیف، بوجھ پر بوجھ برداشت کیے۔ جن کا اولاد پوری زندگی بھی بدلہ نہیں چکا سکتی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرمادیا "اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی شکریہ ادا کرو۔

ایک لطیف اشارہ

اس آیت کریمہ سے اس امر کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ اولاد زندگی میں جس قدر بھی ترقی کر جائے، جس مرتبے پر بھی فائز ہو جائے وہ ہمیشہ والدین کی مرہونِ منت رہے گی، اولاد اور ان کی تمام تر جائداد، مال و دولت سب کے حقیقی وارث اور مالک والدین ہیں اس لیے حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اولاد اپنے والدین کی بھی شکر گزار بن کر رہے۔ کبھی والدین کو احسانات نہ جتلائے، کبھی ان کو کسی بھی طرح کا طعنہ نہ دے اور نہ ہی انکو خود پر بوجھ سمجھے اس لیے کہ اولاد کی ہر چیز کے اصلی وارث والدین ہیں، احسان جتلانے کی بجائے ہمیشہ والدین کا شکریہ ادا کرتے رہیں۔ لہذا والدین بے شک گنہگار ہوں، حتیٰ کہ کافر بھی ہوں اولاد کو ان کی بے ادبی کرنے کی اجازت نہیں وہ انکا اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا دنیا میں ان کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ"[2]

پھر ارشاد فرمایا!

(1) معراج الاسلام، محمد، (2016ء) معراج الایمان، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص 666۔

(2) ایضا

﴿وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۚ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (1)

ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا۔ اگر وہ دونوں کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کر۔ تم سب کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے، تب میں تمھیں بتاؤں گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ (2)

اس آیت مبارکہ میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ والدین مشرک بھی ہوں تو ان کے ساتھ نیاز مندی سے پیش آنا چاہیے، ان کے ساتھ ہمیشہ نیکی و بھلائی کریں، ان کی خدمت کریں، ان کی ہر بات میں فرمانبرداری کریں صرف شرک کی اجازت نہیں ہے باقی ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔

احادیث مبارکہ اور خدمت والدین کا انسانی نفسیات کے تناظر میں ایک جائزہ

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے میں نے حضورؐ سے پوچھا ایسا کون سا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے؟ آپؐ نے فرمایا نماز کو وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا عمل محبوب ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا والدین سے نیکی کرنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا عمل محبوب ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (3)

اس حدیث پاک کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد سب سے عمدہ عمل والدین سے نیکی و بھلائی کرنا ہے۔ اگر ہم انسانی نفسیات کے تناظر میں اس حدیث مبارکہ میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انسان کا حقیقی پالنے والا جبکہ والدین انسان کے مجازی پالنے والے ہیں۔ اسی لیے حدیث پاک میں جو ذکر ہوا ہے وہ بالکل انسانی نفسیات کے عین مطابق ہے۔

---

(1) العنکبوت: 8

(2) معراج الاسلام، محمد، (2016ء) معراج الایمان، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص 642۔

(3) بخاری، الصحیح، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ لوقتھا، ج 1، ص 197، حدیث 504۔

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور آپؐ سے جہاد کیلئے اجازت مانگی تو آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے والدین زندہ ہیں ؟ اس شخص نے عرض کی جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا ان کے پاس جاؤ اور ان کی خدمت کے ذریعے جہاد کرو۔[1]

اس حدیث پاک کی روشنی میں ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ جس شخص کے والدین زندہ ہوں اسے چاہیے کہ وہ والدین کی خدمت کرے، ان سے نیکی و بھلائی کرے، اس کے لیے یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص حضور نبیؐ اکرم کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں ہجرت اور جہاد کے لیے آپؐ کے دستِ مبارک پر بیعت کرتا ہوں اور میں اس کی جزا کا اللہ تعالی سے طلبگار ہوں، آپؐ نے فرمایا کیا تمہارے والدین میں سے کوئی موجود ہے ؟ اس نے کہا جی ہاں دونوں حیات ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا تم اللہ تعالی سے جزا کے طلبگار ہو ؟ اس نے کہا جی ہاں، آپؐ نے فرمایا واپس اپنے والدین کے پاس چلے جاؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک، نیکی و بھلائی کرو۔[2]

اسی طرح یہ روایت صحیح مسلم میں بھی وارد ہوئی ہے۔[3]

اس حدیث مبارکہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ جہاد اور ہجرت سے بھی بڑھ کر جو عمل بیان ہوا ہے وہ والدین کی خدمت اور ان سے حسن سلوک سے پیش آنا ہے۔

ماں کے قدموں تلے جنت ہے

حضورؐ نے ارشاد فرمایا "جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"[4]

اسی طرح ایک دوسری رویت میں ہے، حضرت معاویہ بن جاہمہ سے رویت ہے کہ حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ حضور اکرمؐ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے اے اللہ کے رسولؐ ! میرا دل چاہتا ہے کہ میں جہاد کروں اس

(1) بخاری، الصحیح، کتاب الجهاد والسیر، باب الجهاد باذن الابوین، ج3، ص1094، حدیث 2842۔

(2) ترمذی، السنن، کتاب الجهاد، باب ماجاء فیمن خرج فی الغزو و ترک ابویہ، بیروت، لبنان: داراحیاء تراث العربی، ج4، ص191، حدیث 1671

(3) مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلہ والادب، باب برالوالدین وانهما احق بہ، بیروت، لبنان،: داراحیاء تراث العربی، ج4، ص1974 حدیث 2448

(4) ابن حبان، (1993ء) طبقات المحدثین باصبهان، بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ج3، ص568

حوالے سے میں آپؐ سے مشاورت کے لیے آیا ہوں آپؐ نے فرمایا کیا تمہاری ماں (حیات) ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں تو آپؐ نے فرمایا اس کے پاس جاؤ اس کی خدمت کرتے رہو کیونکہ جنت وہیں اس کے قدموں کے پاس ہے۔[1]

اگر ہم اس حدیث پاک کو انسانی نفسیات کے آئینے میں دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ والدہ حمل کے دوران اور پھر بچے کو جنم دینے کے وقت جس قدر تکلیفیں اور اذیتیں برداشت کرتی ہے حتیٰ کہ دودھ پیلانے کی مدت کے دوران بچہ جس قدر دودھ پیتے ہوئے ماں کو تکلیف سے دوچار کرتا ہے ماں کے علاوہ ایسی اذیتوں اور تکلیفوں کا کوئی اور ہر گز متحمل نہیں ہو سکتا اس اذیت و تکلیف کے پیشِ نظر آپؐ نے فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔

والدین کی رضا میں اللہ تعالی کی رضا

حضورؐ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی کی رضا والدین کی رضا میں مضمر ہے اور والدین کی ناراضگی اللہ تعالی کی ناراضگی کا موجب ہے۔[2]

اس حدیث پاک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسولؐ کی رضا کا حصول والدین کو راضی کرنے سے ممکن ہے والدین کے بغیر کوئی اور چارہ نہیں۔ اگر والدین ناراض ہوں تو انسان کو اللہ اور اس کے رسول کی رضا کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

والدین سے حسنِ سلوک کرنا رزق میں برکت اور درازئ عمر کا سبب

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبیؐ اکرم نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اس کی عمر دراز ہو جائے اور اس کے رزق میں وسعت و کشادگی پیدا ہو جائے اسے چاہیے کہ وہ اپنے والدین سے نیکی و بھلائی کرے اور اپنے رشتہ داروں کیساتھ صلہ رحمی کرے۔[3]

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالی کی عبادت کے بعد سب سے بڑا رتبہ والدین کا ہے، اسی طرح والدین کی رضا میں اللہ تعالی کی رضا ہے اس کے برعکس والدین کی ناراضگی میں اللہ تعالی کی ناراضگی ہے۔ اس شخص کی دعا

---

(1) نسائی، (1995ء)، السنن، کتاب فضل الصلاۃ لمواقیت بیروت، لبنان،: دار الکتب العلمیہ، ج 1، ص 292، حدیث 610-611۔

(2) البیہقی، شعب الایمان، بیروت، لبنان: دار الکتب العلمی، ج 6، ص 177، حدیث 7829-7830۔

(3) البیہقی، شعب الایمان بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ج 6، ص 185، حدیث 7855۔

قبول نہیں ہوتی جس کے والدین ناراض ہوں۔وہ شخص اللہ کی رحمت سے محروم ہوتا ہے جس کے والدین ناراض ہوں۔جس شخص نے اپنے والدین کو ناراض کیا اور ان کی خدمت کر کے جنت کا مستحق نہ بنا اس کے لیے رسول پاکؐ نے تنبیہا فرمایا کہ وہ شخص اللہ تعالی کی رحمت سے دور ہے۔

نتائج و سفارشات

1. جس طرح والدین نے اپنی کمال اور بے پناہ شفقت و محبت میں اولاد کی پرورش کی ان کے ناز نکھرے اٹھائے ،ان سے نرم بات کی ،اگر وہ روٹھ جاتے تو ان کو منایا کرتے تھے ،ان کی ہر فرمائش کو پورا کیا کرتے تھے اسی طرح والدین جب بوڑھے ہو جائیں تو اولاد کو چاہیے کہ وہ اپنے والدین کو اپنی اولاد تصور کر لیں پھر یہ بتانے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی کہ وہ والدین کے لیے کیا کچھ کریں اور کیا کیا اہتمام کریں اس لیے کہ ہر انسان بخوبی جانتا ہے کہ والدین اپنی اولاد کے لیے کیا کچھ کرتے ہیں کیا کیا قربانیاں دیتے ہیں، کس طرح سے ان کا خیال کرتے ہیں، کس حد تک ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

2. والدین اعمال کے لحاظ سے جیسے مرضی ہوں اولاد کے لیے نہ صرف ولی بلکہ ولی گر یعنی اللہ کا ولی بنانے والے ہوتے ہیں۔

3. ان مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالی نے بڑھاپے میں لفظِ "اف" تک کہنے سے بھی منع فرمایا ہے۔اس میں انسانی نفسیات کے حوالے سے ایک اور لطیف اشارہ بھی ملتا ہے وہ یہ کہ جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو عقل، دماغ اور یاد داشت بھی کمزور ہو جاتی ہے، اسی طرح مزاج بھی بچوں کی طرح ہو جاتا ہے لہذا بڑھاپے میں والدین سے بھی بچوں کی مانند ایسی باتیں سرزد ہوتی ہیں جن پر اولاد تنگ آجاتی ہے اور جھڑک دیتی ہے۔ مثلا والدین ایک ہی بات کو بچوں کی طرح بار بار بولتے ہیں، تکرار کرتے ہیں، بات بات پر غصہ کرتے ہیں، بچوں کی طرح تصرفات کرتے ہیں ، کبھی کوئی بات کرتے ہیں تو کبھی کوئی بات، پس اس طرح کے عمل سے اولاد والدین سے غصے ہو جاتی ہے، ان کو ڈانٹتی ہے۔اس انسانی نفسیات کے پیشِ نظر اللہ تعالی نے حکم دیا کہ خبردار "اف" بھی مت کہنا اور نہ ہی ان کو جھڑکنا۔جب تم بچے تھے تو والدین بھی اسی طرح تمہاری باتوں کو نہ صرف برداشت کرتے تھے بلکہ ہر بار محبت و پیار سے جواب دیا کرتے تھے، تمہاری ہر الٹی، سیدھی حرکت کو برداشت

کرتے تھے اور ہمیشہ کمال محبت سے پیش آتے تھے لہذا اب تم بھی ان کی ہر بات کو برداشت کرواور محبت وپیار ،ادب واحترام سے پیش آیا کرو۔

4. قرآنِ کریم میں جتنے مقامات پر والدین کے حوالے سے ان کی خدمت،احسان و بھلائی کے بارے میں ذکر آیا ہے ان میں والد کا اجمالاً ذکر ہوا ہے جبکہ والدہ کے بارے میں تفصیل سے بیان ہوا ہے اس حوالے سے اگر ہم ان آیات کریمہ میں انسانی نفسیات کے پیشِ نظر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ والد کے مقابلہ میں بچہ پیدا کرنے میں والدہ کو کس قدر اذیتوں، تکلیفوں اور مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے ان کو لفظوں میں بیان کرنا انسانی بساط میں نہیں ہے ۔انکو وہی محسوس کر سکتا ہے جو ان میں سے گزرتا ہے۔ ماں کو نو ماہ تک جو تکلیفیں اور اذیتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں اور پھر سب سے بڑھ کر بچے کی پیدائش کے وقت والدہ کس قدر اذیت سے دوچار ہوتی ہے، یہ سب کچھ لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا مگر اللہ تعالی جو کہ خالق ومالک ہے وہ ساری صورتحال کو بخوبی جانتا ہے اس لیے والد کا ذکر اجمالا جبکہ والدہ کا ذکر،اس کی تکلیف واذیت کو بقدر تفصیل سے کیا تاکہ اولاد کو احساس ہو سکے کہ والد کی قربانیوں کے ساتھ ساتھ والدہ نے بھی اولاد کی خاطر کیسی کیسی تکلیفیں اور دکھ ودرد برداشت کیے اور آج جب یہ بوڑھے ہو گئے ہیں تو اولاد ان سے بدتمیزی کرتی ہے،ان کو طعنے دیتے ہے،ان سے بدسلوکی کرتی ہے،اسی لیے اللہ تعالی نے اولاد کو خبردار کرتے ہوئے یہ حکم دیا کہ والدین کے ساتھ ہمیشہ حسنِ سلوک اور بھلائی کرنا، پیار سے بات کرنا ان کی ہر بات کو برداشت کرنا،ان سے ادب سے پیش آنا۔ بدتمیزی کرنا اور جھڑکنا تو درکنار "اف" تک نہ کہنا حتی کہ رحمت کے پر بچھانے اور نرم بات کرنے کا حکم فرمایا۔

5. اس کائنات میں اللہ تعالی اور اس کے رسولؐ کے بعد سب سے اونچا رتبہ ماں باپ کا ہے۔

6. اللہ تعالی کو والدین کا اس قدر پاس ہے کہ انسان کو اپنی عبادت کے بعد ان کی خدمت کا حکم دیا۔

7. اللہ تعالی نے یہ قید بھی نہیں لگائی کہ والدین کمانے والے ہوں یا بیروزگار ہوں، بوڑھے ہوں یا جوان ہوں، متقی وپارسا ہوں یا بدکار وگناہ گار ہوں، والدین کسی حال میں بھی ہوں، والدین ہونے کے ناتے ان کا مقام متعین کر دیا ہے

8. دنیا وآخرت کی ترقی اور کامیابی کا مختصر ترین راستہ والدین کی خدمت ہے۔

9. یہ والدین ہی ہیں جو اولاد کو فرش سے عرش تک پہنچا سکتے ہیں اور اگر ان کی نافرمانی کی تو عرش سے فرش پر بھی لا سکتے ہیں۔

10. آج ہمارے معاشرے میں جو پریشانیاں، آفتیں اور مصیبتیں ہیں ان کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسولؐ نے والدین کو جس مقام پر فائز کیا ہے اولاد نے ان کو اس مقام پر نہیں رکھا۔

11. ہم بیوی بچوں کے ساتھ شاپنگ کے لیے تو جاتے ہیں، گھومنے، پھرنے اور ہوٹلنگ کے لیے تو جاتے ہیں مگر بہت کم ایسی خوش نصیب اولاد ہو گی جو اپنے والدین کے بھی عین ایسے ہی ناز و نکھرے اٹھاتی ہو گی۔

12. بچے نے اگر والدین کا ہاتھ تھاما ہوا ہو تو کبھی نہ کبھی واپس گھر پہنچ ہی جاتا ہے، والدین اس کو کہیں بھٹکنے اور گم نہیں ہونے دیتے، عین اسی طرح انسان کا حقیقی گھر جنت ہے اگر وہ خیریت سے اپنے اس گھر پہنچنا چاہتا ہے تو اس دنیا میں والدین کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام لے، ان کی خدمت و ادب کرے، ان شاءاللہ ایک دن خدا تعالی کے فضل اور رسول اکرمؐ کے صدقے ضرور اپنے حقیقی گھر جنت میں پہنچ جائے گا۔

13. اگر ہم عبادات کی فضیلت اور مقام و مرتبہ کے لحاظ سے درجہ بندی کریں تو سب سے پہلے اللہ تعالی کی عبادت اور اسکے بعد والدین کے ساتھ احسان و بھلائی کا درجہ ہے باقی دیگر عبادات اس کے بعد آتی ہیں

14. اسی طرح اگر گناہوں کی درجہ بندی کی جائے تو سب سے بڑا گناہ شرک ہے اس کے بعد والدین کی نافرمانی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسولؐ کے بعد سب سے بڑا رتبہ اس کائنات میں والدین کا ہے۔

15. والدین کو اولاد زیادہ سے زیادہ وقت دیں، ان کے پاس بیٹھیں، ان کی باتیں سنیں، ان کو بچوں کی طرح کہانیاں سنائیں ان کے ساتھ بچوں کی سطح پر آکر بات کریں جیسے ہم اپنے بچوں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں، ان کی ہر الٹی سیدھی بات سنتے ہیں، ان کو ان کی ذہنی سطح کے مطابق کہانیاں سناتے ہیں، ان کی باتوں کا برا نہیں مناتے۔

16. والدین کو لطیفے سنائیں، ان کو ہنسائیں، ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں اس لیے کہ ان کو اپنی اولاد سے اور کچھ نہیں چاہیے ہوتا وہ صرف اولاد کی صحبت اور وقت چاہتے ہیں۔

17. والدین کے سامنے کبھی لڑائی جھگڑا نہ کریں، ان کو ہمیشہ خوشخبریاں سنائیں، غم و حزن اور پریشانی کی باتیں ان کے سامنے نہ کریں

18. جو شخص چاہتا ہو کہ اس کی عمر دراز ہو جائے اور رزق میں اضافہ ہو جائے وہ اپنے خونی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرے اور خونی رشتہ داروں میں سب سے بڑھ کر حقدار والدین ہیں جیسا کہ اس حوالے سے حدیث پاک بھی وارد ہوئی ہے۔

19. جو شخص والدین کی خدمت کرتا ہے اس کو عزت و شہرت اور حلال مال و دولت حاصل ہو گی، یہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کا وعدہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆